باب 9

4718CH09

برابری کے لیے جدوجہد (Struggles for Equality)

اس کتاب میں آپ کانتا، انصاری، میلانی اور سوپنا جیسے لوگوں کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ جو بات ان سب کی زندگیوں کو ایک دھاگے سے جوڑتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ سبھی نابرابری کے سلوک کا شکار ہوئے ہیں۔ جب لوگ ایسی نابرابری کا سامنے کرتے ہیں تو وہ کیا ردِّعمل دیتے ہیں۔ تاریخ ایسے لوگوں سے بھری پڑی ہے جو ناانصافی کے خلاف لڑنے اور انصاف کے مسائل سے نپٹنے کے لیے ایک ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ باب 1 میں روزا پارکس کی کہانی کیا آپ کے ذہن میں ہے؟ باب 5 میں عورتوں کی تحریک پر تصویری کہانی کیا آپ کو یاد ہے؟ اس باب میں آپ کچھ ان طریقوں کے بارے میں سیکھیں گے جس میں عوام نے نابرابری کے خلاف سخت کوششیں کی ہیں۔

© NCERT not to be republished

جیسا کہ آپ اس کتاب میں پہلے بھی پڑھ چکے ہیں کہ ہندوستانی آئین تمام ہندوستانیوں کو قانون کی نگاہ میں برابر تسلیم کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے مذہب، جنس، ذات یا امیری اور غریبی کی بنیاد پر امتیاز نہیں برتا جاسکتا۔ ہندوستان میں تمام بالغوں کو الیکشن کے دوران ووٹ دینے کا برابر حق ہے۔ اور عوام کے ذریعے اپنا نمائندہ چننے اور تبدیل کرنے کے لیے بیلیٹ باکس پر عوامی (Power over the ballot Box) طاقت کا استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

آپ کی رائے میں بیلٹ باکس پر عوامی طاقت (Power Over the Ballot box) کا کیا مطلب ہے؟ بحث کیجیے۔

مگر یہ بیلٹ باکس جو برابری کا احساس دلاتا ہے کہ ایک شخص کے ووٹ کی قیمت دوسرے کے ووٹ کے برابر ہے۔ یہ احساس زیادہ تر لوگوں کی زندگیوں تک نہیں پہنچ پاتا۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ نجی خدمات صحت کی بڑھوتری اور سرکاری اسپتالوں کی بے توجہی نے زیادہ تر غریبوں جیسے کانتا حکیم شیخ اور امن کے لیے معیاری صحت کی دیکھ بھال کو مشکل بنا دیا ہے۔ ان لوگوں کے پاس نجی خدمات صحت کے اخراجات برداشت کرنے کے وسائل نہیں ہیں۔

پائدار ترقیاتی ہدف
www.in.undp.org

اسی طرح جوس بیچنے والا شخص اتنے وسائل نہیں رکھتا کہ وہ تمام بڑی کمپنیوں کا مقابلہ کر سکے جو مہنگے اشتہارات کے ذریعے اپنے برانڈڈ (Branded) مشروبات بیچتی ہیں۔ سوپنا کے پاس کپاس اگانے کے لیے کافی ذرائع نہیں ہیں اور اس لیے اسے فصل اگانے کے لیے تاجر سے قرض لینا پڑتا ہے۔ یہ بات اس کو کم قیمت پر کپاس فروخت کرنے کے لیے مجبور کرتی ہے۔ پورے ملک میں لاکھوں گھریلو ملازموں کی طرح میلانی بھی ایک گھریلو ملازمہ کی حیثیت سے بے عزّتی اور کام کی مشکلات برداشت کرنے پر مجبور ہے کیونکہ اس کے پاس اپنا خود کا کام شروع کرنے کے وسائل نہیں ہیں۔ **آج بھی ہندوستان میں زیادہ تر عوام کی زندگیوں میں موجودہ شدید نا برابری کی اہم وجہ غربت اور وسائل کی کمی ہے۔**

دوسری جانب انصاری خاندان کے ساتھ فرق کیا گیا۔ اس لیے نہیں کہ ان کے پاس وسائل نہیں تھے۔ درحقیقت مکان کے کرائے کے پیسے ہونے کے باوجود وہ ایک مہینے تک بھی گھر نہ ڈھونڈ سکے۔ لوگ انصاری خاندان کو ان کے مذہب کی بنیاد پر مکان کرائے پر نہیں دینا چاہتے تھے۔ اسی طرح استادوں کے ذریعے اوم پرکاش والمکی کو اسکول میں جھاڑو دینے پر مجبور کرنے کی خاص وجہ یہ تھی کہ وہ ایک دلت تھے۔ آپ یہ

بھی پڑھ چکے ہیں کہ عورتوں کے کیے گئے کام کو مردوں کے ذریعے کام کے مقابلے میں کم اہم مانا جاتا ہے۔ ان تمام لوگوں کے ساتھ امتیاز بنیادی طور پر ان کے سماجی اور تہذیبی اور ثقافتی پس منظر کی بنا پر برتا گیا ہے اور اس لیے بھی کیونکہ وہ عورتیں ہیں۔ **کسی شخص کے مذہب، ذات اور جنس کی بنیاد پر امتیاز برتنا دوسرا اہم سبب ہے اور اسی وجہ سے ہندوستان میں عوام کے ساتھ غیر مساوی سلوک کیا جاتا ہے۔**

ہندوستان میں معاملہ یہ ہے کہ غریبوں کی زیادہ تعداد دلتوں، آدی واسیوں اور مسلم طبقات پر مشتمل ہے، اور ان میں اکثر عورتیں ہیں۔

اکثر کچھ طبقوں اور گروہوں کی غریبی، ان کی عزت و وقار کی کمی ایک ساتھ اس طاقت سے ابھر کر سامنے آتے ہیں کہ یہ پہچاننا مشکل ہوجاتا ہے کہ نابرابری کا ایک پہلو کہاں ختم ہورہا ہے اور دوسرا کہاں سے شروع ہورہا ہے؟ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں دلت، آدی واسی اور مسلمان لڑکیاں بڑی تعداد میں اسکول بیچ میں ہی چھوڑ دیتی ہیں۔ ان طبقوں کے لیے یہ غربت، سماجی فرق معیاری سہولیات کی اسکول میں کمی کا واحد نتیجہ ہے۔

2011 کی مردم شماری(Census) کے اعداد و شمار کے مطابق عورتیں کل آبادی کا48.5 فیصد ہیں۔ مسلم کل آبادی کا14.2فیصد، دلت16.6 فیصد اور آدی واسی 8.6 فی صد ہیں۔

مساوات کے لیے جدو جہد (Struggle for Equality)

پوری دنیا میں ہر معاشرہ، گاؤں، قصبہ اور ہر شہر میں آپ پائیں گے کہ کچھ لوگ برابری کے لیے جدوجہد کی خاطر جانے جاتے ہیں اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ لوگ امتیاز کے ان رویوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جس کا انہوں نے خود سامنا کیا ہے یا ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ یا اس لیے عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں کیونکہ وہ خود لوگوں کے ساتھ عزت اور وقار کا برتاؤ کرتے ہیں اور اس لیے یہ قابل بھروسہ ہوتے ہیں اور معاشرے کے مسائل کے حل کرانے کے لیے ان کی رائے لی جاتی ہے۔

پائدارترقیاتی ہدف
www.in.undp.org

اکثر ان میں سے کچھ لوگ وسیع پیمانے پر تسلیم کیے جاتے ہیں کیونکہ وہ ایسے لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں جو کہ غیر مساوات کے کسی خاص مسئلہ کو حل کرانے کے لیے متحد ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں ایسی بہت سی کوششیں کی گئی ہیں جن میں لوگ کسی ایسے مسئلے کے خلاف لڑنے کے لیے اکٹھا ہوئے جس کو وہ اہم سمجھتے ہیں۔ باب 5 میں برابری کے مسائل کو اٹھانے کے لیے عورتوں کی تحریک کے ذریعے استعمال کیے گئے طریقوں کے متعلق آپ نے پڑھا۔ مدھیہ پردیش میں تاوا متیا سنگھ ایک مسئلے پر لڑنے کے لیے عوام کے متحد ہونے کی ایک اور مثال ہے۔

کیا آپ اپنے گھر، معاشرہ، گاؤں، قصبہ یا شہر کے کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جس کی آپ اس لیے عزت کرتے ہیں کہ وہ برابری اور انصاف کے لیے لڑتے ہیں۔

بیڑی مزدوروں، ماہی گیروں، زراعتی مزدوروں اور جھگی بستیوں وغیرہ میں رہنے والوں کے درمیان ایسی بہت سی کوششیں کی جارہی ہیں اور ہر گروپ انصاف کے لیے

© NCERT not to be republished

اپنے طریقے سے جدوجہد کررہا ہے۔ Cooperatives (کوآپریٹو) بنانے کی بھی بہت سی کوششیں کی جارہی ہیں یا دوسرے مشترکہ طریقے ہیں جس کے ذریعے لوگ وسائل پر زیادہ اختیار رکھ سکیں گے۔

تاوامتسیا سنگھ (Tawa Matsya Sangh)

جب باندھ کی تعمیر کی جاتی ہے یا جنگل کے علاقے کو جانوروں کے لیے محفوظ علاقے (Sanctuary) بنانے کا اعلان کیا جاتا ہے تو ہزاروں لوگوں کو منتقل کردیا جاتا ہے۔ پورے گاؤں کو اجاڑ کر عوام کو کہیں اور جاکر نیا گھر بنانے اور نئی زندگی شروع کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ان میں زیادہ تر لوگ غریب ہوتے ہیں۔ شہری علاقوں میں بھی اکثر غریبوں کی پوری کی پوری بستیاں اجاڑ دی جاتی ہیں۔ ان میں سے کچھ کو شہر کے باہری علاقوں میں بسا دیا جاتا ہے۔ ان علاقوں کی شہر سے دوری کی وجہ سے ان کے کام اور بچوں کی اسکولی تعلیم شدید طور پر متاثر ہوتی ہے۔

تاوا ندی کا ذخیرۂ آب (Reservoir)

© NCERT not to be republished

عوام کی اور پورے طبقے کی منتقلی ایک مسئلہ ہے جو کہ ہمارے پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔عوام عام طور پر اس کے خلاف مل کر لڑتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایسی کئی تنظیمیں ہیں جو اجاڑے گئے لوگوں کے حقوق دلانے کے لیے لڑ رہی ہیں۔اس سبق میں ہم تاوا متسیا سنگھ کے بارے میں پڑھیں گے۔ جو کہ ماہی گیروں کے معاونین کی ایک جماعت ہے اور جو مدھیہ پردیش کے ست پورا جنگل میں بسنے والوں کو وہاں سے اجاڑے جانے پر ان کے حقوق کے لیےلڑائی لڑ رہی ہے۔

تاوا ندی کا آغاز چھندواڑا ضلع کے مہادیو پہاڑیوں میں ہوتا ہے اور یہ بیتول سے بہتے ہوئے ہوشنگ آباد میں آ کر نرمدا ندی میں ملتی ہے۔تاوا باندھ کی شروعات 1958 میں ہوئی اور 1978 میں مکمل کی گئی۔اس نے جنگل اور کھیتی باڑی کی زمین کے بڑے حصے کو غرق کر دیا۔ جنگل میں بسنے والوں کے پاس کچھ نہ بچا۔ اجاڑے گئے لوگوں میں سے کچھ لوگ ذخیرۂ آب (Reservoir) کے اطراف بس گئے اور بچے کھچے کھیتوں کے علاوہ مچھلی پکڑ کر اپنی زندگی کا گزارہ کرنے لگے۔ان کی آمدنی بہت معمولی تھی۔

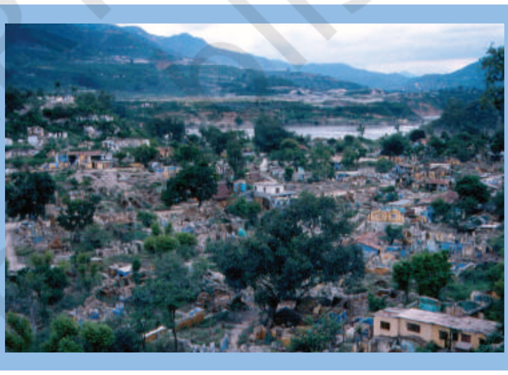

باندھ، ندی کے آر پار اس جگہ پر تیار کیا جاتا ہے۔ جہاں بہت سا پانی اکٹھا کیا جاتا ہے اور یہ ذخیرۂ آب (Reservoir) بناتا ہے۔ پانی کے اکٹھا ہونے سے زمین کا ایک بڑا حصہ ڈوب جاتا ہے کیونکہ باندھ کی دیوار دونوں طرف بہت اونچی ہوتی ہے۔ اور پانی ایک بڑے علاقے میں پھیل جاتا ہے۔ یہ تصویر اتراکھنڈ میں ٹہری باندھ کے پاس زمین کے غرق ہونے کی ہے۔ قدیم قصبہ ٹہری اور 100 گاؤں کچھ مکمل اور کچھ جزوی طور پر اس باندھ کی وجہ سے ڈوب گئے۔ لگ بھگ ایک لاکھ لوگوں کو ہٹایا گیا۔

1944 میں حکومت نے ماہی گیری کے حقوق نجی ٹھیکیداروں کو سونپ دیے۔ ان ٹھیکیداروں نے مقامی لوگوں کو ہٹا کر باہر سے سستے مزدور بلائے۔ جو گاؤں والے کام نہیں چھوڑنا چاہتے تھے انھیں اُن ٹھیکیداروں نے جرائم پیشہ لوگوں کو بلا کر دھمکانا شروع کر دیا۔ گاؤں والے اتحاد کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک تنظیم بنانے کا فیصلہ کیا تا کہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے کچھ کر سکیں۔

نئی تشکیل شدہ تاوا متسیا سنگھ (Tawa Matsya Sangh) نے ریلیوں اور چکا جام کا انتظام کیا اور اپنے ذریعۂ معاش کے طور پر ماہی گیری کے حقوق کو بحال رکھنے کا مطالبہ کیا۔ ان کے احتجاج کے جواب میں مسئلے کا اندازہ لگانے کے لیے حکومت نے

تاوا متسیا سنگھ (TMS) کن مسئلوں کے حل کے لیے جدوجہد کر رہی ہے؟

گاؤں والوں نے یہ تنظیم کیوں بنائی؟

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ بڑے پیمانے پر گاؤں والوں کی شمولیت نے TMS کی کامیابی میں مدد دی ہے۔ دو لائنوں میں لکھیے کہ آپ ایسا کیوں سوچتے ہیں؟

سب سے اوپر TMS کے ممبران احتجاج کرتے ہوئے۔
کوآپریٹو کا ایک ممبر مچھلیوں کا وزن کرتا ہوا۔

ایک کمیٹی تشکیل دی۔ کمیٹی نے گاؤں والوں کو زندگی گزارنے کے لیے ماہی گیری کے حقوق دیے جانے کی سفارش کی۔ 1996 میں مدھیہ پردیش کی حکومت نے تاوا باندھ سے ہٹائے گئے لوگوں کو ذخیرۂ آب (Reservoir) پر مچھلی پکڑنے کے حقوق دینے کا فیصلہ کیا۔ دو مہینے بعد 5 سال کے پٹّے کے معاہدے پر دستخط کیے گئے۔ 2/ جنوری 1997 کو تاوا کے 33 گاؤں کے لوگوں نے پہلی بار مچھلیاں پکڑ کر نئے سال کی شروعات کی۔

TMS (ٹی۔ایم۔ایس) کے قبضہ میں آتے ہی ماہی گیروں کی آمدنی میں حقیقی طور پر اضافہ ہوا۔ ایسا اس لیے تھا کیونکہ انھوں نے Co-operative (کوآپریٹو) کا بندوبست کیا جو ان سے پکڑی ہوئی مچھلیاں صحیح قیمت پر خریدا کرتی تھی۔ اس کے بعد کوآپریٹو نقل وحمل کا انتظام کرتی تھی اور منڈی میں اچھی قیمت پر بیچ دیا کرتی تھی۔ اب انھوں نے پہلے کے مقابلے میں 3 گنا زیادہ کمانا شروع کر دیا ہے۔ TMS نے ماہی گیروں

کیا آپ اپنی زندگی کا کوئی ایک واقعہ یاد کر سکتے ہیں۔ جس میں کسی ایک شخص یا ایک گروپ کے لوگوں نے مل کر نا برابری کی صورت حال کو بدلنے کی کوشش کی ہو۔

جاننے کا حق کی مہم کے ایك حصے کے طور پر ونے مہاجن کے گیت سے لیا گیا ایك حصہ جاننے کا حق۔

میرے خواب جاننے کا حق رکھتے ھیں

وہ صدیوں سے کیوں توڑے جا رھے ھیں
وہ آخر کبھی سچ کیوں نھیں ھوتے
میرے ھاتھ جاننے کا حق رکھتے ھیں
وہ سارا وقت بنا کام کے کیوں رھتے ھیں
انھیں کچھ کرنے کو کیوں نھیں ملتا
مرے پیر یہ جاننے کا حق رکھتے ھیں
گائوں در گائوں انھیں خود ھی
کیوں چلنا ھوتا ھے
اب تك بھی بس کے نشان تك نھیں ھیں
مری بھوك یہ جاننے کا حق رکھتی ھے
اناج گودام میں کیوں سڑ رھا ھے
اور مجھے مٹھی بھر بھی چاول نھیں ملتا
مری بوڑھی ماں یہ جاننے کا حق رکھتی ھے
کیوں یھاں پر دوائیں نھیں ھیں
سوئی۔ پٹی اور ڈسپنسری تك نھیں ھے
مرے بچے یہ جاننے کا حق رکھتے ھیں
وہ دن و رات کیوں مزدوری کرتے ھیں
ان کی نگاھوں میں اسکول کیوں نھیں ھے

اوپر گیت میں آپ کی پسندیدہ لائن کون سی ہے

شاعر کے یہ کہنے کا کیا مطلب ہے ”مری بھوک جاننے کا حق رکھتی ہے“

وقار کے عنوان پر کیا آپ کو کوئی مقامی گیت یا نظم یاد ہے۔اپنی کلاس میں سنائیے۔

کو نئے جال خریدنے اور مرمت کرانے کے لیے قرض دینا بھی شروع کردیا ہے۔ ماہی گیروں کو اچھی اجرت دلا کر اور ذخیرۂ آب میں مچھلیوں کو محفوظ کر کے TMS نے یہ دکھادیا ہے کہ جب عوام کی جماعت اپنے ذریعہ معاش کا حق پا جاتی ہے تو وہ ایک اچھے منتظم بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔

نابرابری کے خلاف تخلیقی اظہار بیان

جب کہ کچھ لوگ نابرابری سے لڑنے کے لیے احتجاجی تحریکوں میں شامل ہوتے ہیں وہیں دوسرے لوگ اپنے قلم کا یا اپنی آواز کا استعمال کرتے ہیں۔اور کچھ لوگ نابرابری کے مسائل پر لوگوں کا دھیان کھینچنے کے لیے اپنے ناچنے کی صلاحیت کا استعمال کرتے ہیں۔مصنف،گلوکار، ناچنے والے اور اداکار، فن کار وغیرہ بھی نابرابری کے خلاف جنگ میں بہت فعال رہے ہیں۔ اکثر گانے نظمیں اور کہانیاں ہم میں نیا جوش بھر سکتی ہیں، کسی مسئلے پر ہمارے یقین کو مضبوط کر سکتی ہیں اور حالات کو درست کرنے میں ہماری کوششوں کو متاثر کر سکتی ہیں۔

یہ مسائل واضح طور پر غریبوں اور حاشیہ پر دیے گئے طبقات پر اثر ڈالتے ہیں اور اس طرح ملک میں سماجی اور معاشی برابری کے لیے تشویش کا باعث ہیں۔ جمہوریت میں مساوات کے لیے جدوجہد کا یہ بنیادی نکتہ ہے۔ کوئی بھی شخص اور اس کی جماعت خودداری اور وقار جب ہی حاصل کر سکتے ہیں جب کہ ان کے پاس ان سے خاندانوں کو سہارا دینے اور تربیت اولاد کے مناسب وسائل موجود ہوں گے اگر ان کے ساتھ امتیاز نہیں برتا جائے۔

© NCERT
not to be republished

2001 میں لکھنؤ میں عورتوں کے ساتھ تشدد کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے 1,500 سے زیادہ لوگوں نے ایک عوامی سنوائی میں شرکت کی۔ 15 سے زیادہ عورتوں پر تشدد کے معاملات ممتاز عورتوں کی ایک جیوری نے سنے۔ جنھوں نے ججوں کا رول ادا کیا۔ عوام کی اس جیوری نے ان عورتوں کے لیے قانونی نظام میں سہارے کی کمی کو نمایاں کرنے میں مدد دی جو کہ ایسے معاملات میں انصاف کی آرزو مند ھیں۔

ہندوستان کا دستور ایک زندہ دستور کی حیثیت سے (The Indian Constitution as a living document)

انصاف کے لیے تمام تحریکوں کی بنیاد اور تمام جوش پیدا کرنے والے مساوات پر مبنی گانے اور شاعری اس بات کا اعتراف ہیں کہ تمام لوگوں کی حیثیت مساوی ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہندوستانی آئین تمام لوگوں کو برابری کو تسلیم کرتا ہے۔ ہندوستان میں مساوات کے لیے مستقل تحریکیں اور کوششیں ہندوستانی آئین کے اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ برابری اور انصاف سب کے لیے ہے۔ ماہی گیر یہ امید رکھتے ہیں کہ تاوا متسیا سنگھ کی اس تحریک میں شامل ہو کر آئین کی سہولتیں ان کے لیے ایک حقیقت بن جائیں گی۔ آئین کا لگاتار ذکر کر کے وہ اسے ایک 'زندہ دستاویز' کی حیثیت سے استعمال کر رہے ہیں۔ یعنی یہ ایک ایسی چیز ہے جو ہماری زندگی میں حقیقی اہمیت رکھتی ہے اور افراد اور جماعت ہمیشہ ہی جمہوریت کے تصور کو وسیع کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور موجود اور نئے مسائل پر برابری تسلیم کرنے پر زور دیتے ہیں۔

مساوات کے لیے عوام کی کوششوں میں آئین کیا رول ادا کرتا ہے؟

کیا آپ مساوات پر ایک سماجی اشتہار بنا سکتے ہیں۔ آپ گروپ میں بھی ایسا کر سکتے ہیں۔

برابری کے مسائل جمہوریت کا مرکز ہیں۔ اس کتاب میں ہم نے ان مسائل کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ جمہوریت میں مساوات کے تصور پر مشکلات کھڑی کرتے ہیں جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔اس کتاب میں ملک میں نجی خدمات صحت، میڈیا پر بڑے تجارتی مراکز کا کنٹرول، عورتوں کو اور ان کے کاموں کو کم اہمیت دینا اور کپاس اگانے والے چھوٹے کسانوں کی مختصر آمدنی کے مسائل شامل ہیں۔ یہ سبھی مسائل غریب اور حاشیائی سماجوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

مساوات کے لیے جدوجہد جمہوریت میں ایک اہم حصہ ہے۔ ہر شخص کو اس کے سماج میں عزت اور وقار مل سکتا ہے اگر ان کے پاس زیادہ وسائل ہوں۔ ان کے خاندانوں کے ذریعے میں ان میں ایک دوسرے کے خلاف امتیاز نہ رکھنے کو بڑھاوا دیا جائے۔

© NCERT not to be republished

حوالے

- دریز، جین اور اپراجتا گوئیل۔ 2003۔ فیوچر آف مڈ ڈے میل، ان اکونومکل اینڈ پولیٹکل ویکلی۔

- حسین، سخاوت، رقیہ۔1905 (دوبارہ پرنٹ) 1988 سلطانہ ڈریم۔ فیمسنٹ پریس، نیویارک

- کمار، کرشنا۔ 1986۔ ''گروئنگ اپ میل'' ان سیمنار 318

- مزمدار۔ اندرانی۔ 2007۔ وومین اینڈ گلوبلائزیشن: دی امپیکٹ آن وومین ورکرس ان دی فورمل اینڈ ان فورمل سیکٹر ان انڈیا۔ استری۔ کولکاتہ۔

- میڈیا، مارگریٹ۔ 1928 (1973 ایڈیشن)۔ گروئنگ اپ ان سموا۔ امریکن میوزمیم آف نیچرل ہسٹری۔ واشنگٹن ڈی سی۔

- پارکس، روزا۔ 2000 'کوائٹ اسٹرینتھ'۔ گرانڈ ریپڈس، زونڈرون۔ مچگن

- راشندری دیوی۔ 1999۔ ورڈس ٹوون۔ زبان۔ نئی دہلی۔ کے ترجمہ اورتنکا سرکار کے تعارفی کلمات کے ساتھ

- رائے تیرتھانکر۔ 1999۔ 'گروتھ اینڈ ریسیشن ان اسمال اسکیل انڈسٹری: اے اسٹڈی آف تامل ناڈو یاورلومس، اکونومک اینڈ پولیٹکل ویکلی۔

- والمیکی، اوم پرکاش۔ 2003 جوٹھن: اے دلتس لائف۔ سمیا۔ کولکاتا۔

- زبان۔ 1996۔ پوسٹر وومین۔ اے ویزول ہسٹری آف دی وومین موومنٹ ان انڈیا۔ زبان۔ نئی دہلی

- www.cehat.org/rthc/Policybrieffinal. Pdf
- www.in.undp.org (Sustainable Development Goals – SDGs)
- www.inforchangeindia.org

© NCERT not to be republished

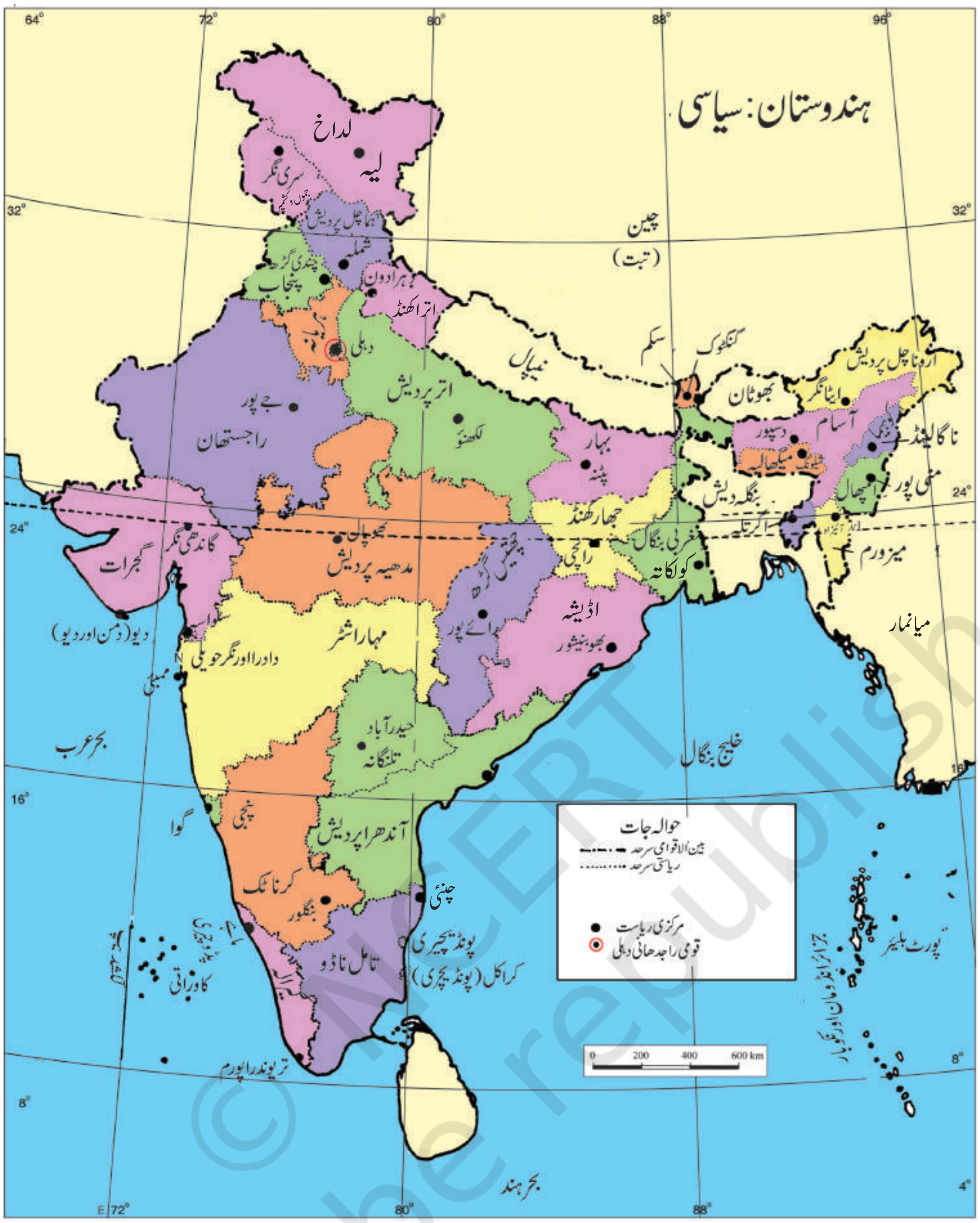

© NCERT not to be republished

© Government of India, Copyright 2006

1. The responsibility for the correctness of internal details rests with the publisher.
2. The territorial waters of India extend into the sea to a distance of twelve nautical miles measured from the appropriate base line.
3. The administrative headquarters of Chandigarh, Haryana and Punjab are at Chandigarh.
4. The interstate boundaries amongst Arunachal Pradesh, Assam and Meghalaya shown on this map are as interpreted from the "North Eastern Areas (Reorganisation) Act, 1971,"but have yet to be verified.
5. The external boundaries and coastlines of India agree with the Record / Master Copy certified by Survey of India.
6 The state boundaries between Uttarakhand & Uttar Pradesh, Bihar & Jharkhand and Chhattisgarh & Madhya Pradesh have not been verified by the Goverments concerned.
7. The spellings of names in this map have been taken from various sources.